"خلاصہ وصیت بعد از توفیق این اتمام۔ واللہ ولی الانعام۔ آنست کہ ہرچہ درین شرح ونظم موافقِ اصل کتاب وسنّت نباشد، معتبر ندانند"

مصحح کتاب نے "نسائم گلشن" کے اصل نسخہ کے رسم الخط کی پیروی "میں گ" کو "ک" اور بعض جگہ "چ" کو "ج" "ذ" کو "ذ"، "پ" کو "ب" اور "ش" کو "س" (اور اس کے نیچے تین نقطے کے ساتھ) لکھا ہے، کتاب کے آخر میں متن شرح کے بعد تقریباً ۵۶ صفحات میں فہارس آیات احادیث و اقوال و اشعار و اسامی اشخاص و کتب و اماکن و مآخذ کتاب دیئے ہیں۔

خلاصہ یہ کتاب اہل عرفان وتصوف اور تمام ایسے اشخاص کے لئے جو تصوف سے قلبی یا علمی رابطہ رکھتے ہوں نہایت اہمیت رکھتی ہے۔ ہم مصحح محترم کی اس کامیاب کوشش پر مبارک باد پیش کرتے ہیں اور ان کی مزید توفیقات کے لئے دعاگو ہیں۔ نیز امید کرتے ہیں کہ مرکز تحقیقات فارسی اسلام آباد آئندہ بھی ایسی پرارزش کتابیں شائع کرکے علم ودین کی خدمت انجام دیتا رہے گا۔

(علی رضا نقوی)

نام کتاب	:	اخلاقِ عالم آرا (اخلاق محسنی)
نگارش	:	شیخ محسن فانی کشمیری
تصحیح وپیشگفتار	:	(خانم) ح۔ جاویدی منزوی
ناشر	:	مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان، اسلام آباد
صفحات	:	۱۷ + ۲۱۵ + ۲۰ (= ۲۵۲)
سال طباعت	:	۱۳۶۱ ھ ش / ۱۴۰۲ ھ ق / ۱۹۸۲ء
قیمت	:	۶۰ روپیہ

علم اخلاق ایسا موضوع ہے جس پر دنیا میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ مغرب میں یونانیوں نے اور

مشرق میں مسلمانوں نے خاص طور سے اس موضوع پہ سیکڑوں کتابیں لکھی ہیں۔ مسلمانوں نے اگرچہ اکثر مضامین اور اصطلاحات یونانی فلاسفہ اخلاق سے لی ہیں لیکن ان افکار کو حتی الامکان قرآن و حدیث سے منطبق کر کے اپنی نگارشات کو قرآنی آیات و احادیث رسول اکرمؐ سے مؤید و مزین کیا ہے۔

فارسی زبان میں علم اخلاق پر اگرچہ متعدد کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن سب سے زیادہ معروف "اخلاق ناصری" تالیف خواجہ نصیر الدین طوسی (متوفی ۶۷۲ھ/۱۲۷۳ء) اور "لوامع الاشراق" تالیف جلال الدین محمد دوانی (متوفی ۹۰۸ھ/۱۵۰۲ء) ہیں اور بعد میں جو کچھ اس موضوع پر اس زبان میں لکھا گیا انہی دو کتابوں کی تاسّی و تتبع میں لکھا گیا ہے۔

ملا محسن فانی کشمیری کی زیر نظر کتاب کی بنیاد بھی مذکورہ دو کتابوں پہ ہے اگرچہ بعض مقامات پہ اس نے ان کی تقسیم مضامین سے اختلاف کیا ہے۔ فانی کشمیری (متوفی ۱۰۸۱ - ۱۰۸۲ھ/۱۶۷۰ - ۱۶۷۱ء) غنی کشمیری کا استاد اور شاہزادہ دارا شکوہ کا مصاحب خاص تھا۔ اس کتاب کے علاوہ اس کی مشہور تصانیف حسب ذیل ہیں: مثنوی "مصدر الآثار" (نظامی کی "مخزن الاسرار" کی پیروی میں) "ناز و نیاز" "ماہ و مہر" اور "ہفت اختر" (جو چاروں مثنویاں ڈاکٹر عابدی نے ہندوستان سے شائع کی ہیں)، دیوان فانی (جو متعدد بار چھپ چکا ہے اور ڈاکٹر ٹیکو نے تہران سے ۱۳۴۲ھ ش/۱۹۶۳ء میں شائع کیا ہے) اور "دبستانِ مذاہب" (جو کئی بار چھپ چکی ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ پیرس سے ۱۸۴۳ء میں اور کلکتہ سے ۱۸۰۹ء میں اور بمبئی سے ۱۸۷۵ء میں اور اس کا ملخص جرمن ترجمہ بمبئی سے ۱۸۱۷ء میں چھپ چکا ہے البتہ فانی کشمیری کی طرف اس کی نسبت محلِ نظر ہے)

فانی نے "اخلاقِ عالم آرا" کی تالیف ۱۰۷۵ھ/۱۶۶۵ء میں شروع اور ایک سال بعد اس کی تکمیل کی ہے۔ اپنے پیشروؤں کی طرح اس نے بھی اس کتاب کو تین حصّوں میں تقسیم کیا ہے: تہذیب اخلاق، تدبیر منزل اور سیاست مدن لیکن اپنے پیشروؤں (طوسی اور دوانی) سے اختلاف کرتے

ہوئے علم کو بھی "انواعِ حکمت" میں شمار کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو ص ۲۴ - ۲۵) اور برخلاف طوسی اور دوّانی کے جنہوں نے حصہ اول "تہذیب اخلاق" میں فضائل اربعہ کے مقابلہ میں رذایل ثمانیہ دیئے ہیں اس نے مزید چار رذایل کا اضافہ کیا ہے جو طوسی اور دوّانی نے اپنی کتابوں میں نہیں دیئے ہیں (ملاحظہ ہو: فن یکم باب سوم، فصل یکم ص ۷۵) پھر فنِ سوم کے تحت (ص ۱۶۸ - ۱۶۹ پر) طوسی سے اختلاف کرتے ہوئے افلاطون کے بیان کی توجیہ مختلف طریقوں پر کی ہے۔ اسی طرح "فصل دوم در فضیلت محبت" کے تحت (ص ۱۶۸ - ۱۶۹ پر) طوسی کے برخلاف جس نے "غایتِ محبت" کی چار قسمیں دی ہیں اس کی سات قسمیں بیان کی ہیں۔ بعض جگہ طوسی اور دوّانی کے اقوال کا تقابلی جائزہ لے کر ثابت کیا ہے کہ دوّانی کا قول ارسطو کے قول کے پیشِ نظر مناسب تر ہے۔ (مثلاً ملاحظہ ہو ص ۱۸۲) اور کبھی دونوں سے اختلاف کر کے اپنی ذاتی رائے دی ہے (مثلاً ملاحظہ ہو ص ۱۸۲)

کتاب کے مطالعہ سے اس بات کا بہ آسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ فاضلہ مصحّحہ نے اس کتاب کی تصحیح بڑی دقت اور احتیاط سے فرمائی ہے۔ بعض جگہ جہاں اصل کتاب کی عبارت مغلوط تھی اس کی تصحیح فرما کر حاشیہ میں اصل عبارت لکھ دی ہے اور اگر بعض جگہ سے کوئی عبارت کاتب سے لکھنے سے رہ گئی تھی تو اس کو مناسب لفظوں میں قوسین کے اندر اضافہ کر کے مکمل کر دیا ہے۔

ہم مصحّحۂ محترمہ کی اس کامیاب کوشش پر ان کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں اور تحقیق کے میدان میں ان کی مزید توفیقات کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہیں۔ اسی طرح مرکزِ تحقیقات فارسیٔ اسلام آباد کو بھی اس گرانقدر کتاب کی اشاعت پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

(علی رضا نقوی)